








# خطباتِ ضیاء

موضوع

# حضرت حبیب عجمی اور حقیقتِ توبہ

جمعہ 26 ستمبر 2025ء / 2 ربیع الثانی 1447ھ

## پیر محمد ضیاء الحق نقشبندی

ریسرچ سکالر، مذہبی رہنما، روحانی تربیت کار

### تعارف

چیئرمین: تنظیم اتحاد امت پاکستان

صدر : الامین فاؤنڈیشن (الامین اکیڈمی CSS/PMS)

صدر: ایجوکیشن ریسرچ فار پیس سوسائٹی

تصنیفات: 16 کتابیں

کالم نگار: رونامہ جنگ (اجتہاد)

اینکر: پروگرام دین و دُنیا (نیوز ون)

سابقہ اینکر: اجتہاد پروگرام (جیو ٹیز)

لیکچرار : CSS/PMS (الامین اکیڈمی)

**ناشر** الامین اکیڈمی پبلی کیشنز 307 شادمان 1 لاہور پاکستان

# شرکاء



مفتی شاہد محمود مدنی



پیر محمد ضیاء الحق نقشبندی



پیر خواجہ سلیمان قمر قادری



مولانا محمد عبداللہ ثاقب قادری

# حضرت حبیب عجمی اور حقیقتِ توبہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی حضرت خواجہ امام حسن بصری کے مریدِ خاص تھے،
اپنے مرشد کی نسبت سے خواجہ کہلاتے ہیں، آپ پہلی صدی ہجری کے مشائخ تصوف میں شمار ہوتے ہیں
شروع میں بڑے مالدار تھے، لیکن یہ مال ودولت ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ تھا،
کیونکہ آپ سودی کاروبار کرتے تھے، جب خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر بیعت کی تو توبہ تائب ہوئے
اور سارا مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔

**وصال:** ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں 3 ربیع الثانی 156ھ بمطابق یکم مارچ 773ء میں میں آپ
وصال فرما گئے، آپ کا مزارِ پرانوار بصرہ میں ہے۔ (یادگار سہروردیہ، ص:79)

## حضرت حبیب عجمی کا مقامِ توکل

حضرت حبیب عجمی کے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی،
تو آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کی غیر موجودگی میں گندھا ہوا آٹا اٹھا کر سائل کو دے دیا،
وجہ یہ بنی کہ آپ کی زوجہ آٹا گوندھ کر پڑوس سے آگ لینے گئی تھیں تا کہ روٹی پکائیں۔
جب آپ کی زوجہ واپس آئیں تو آٹا غائب تھا، حضرت سے پوچھا تو جواب ملا: خیرات کردی
کہنے لگیں: سبحان اللہ یہ تو اچھی بات ہے، مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کے لیے چاہیئے؟
زوجہ کی طرف سے یہ کہنا تھا کہ اچانک ایک شخص ایک بڑے برتن میں گوشت اور روٹی لے آیا۔
آپ نے فرمایا: دیکھو تمھیں کس قدر جلد لوٹا دیا گیا، روٹی بھی پکی پکائی مل گئی
اور گوشت کا سالن بھی مل گیا۔ (روض الریاحین، حکایت نمبر:328، ص:276)

## راہِ ہدایت کی طرف قدم:

ایک روز آپ کسی سے اپنا قرض وصول کرنے گئے، تو مقروض گھر پر نہ تھا صرف اس کی بیوی موجود تھی۔
آپ نے قرض واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا:
میرا خاوند گھر پر نہیں اور نہ ہی گھر میں کوئی روپیہ ہے جو ادا کرسکوں،
بکری ذبح کی ہے تو اس کی گردن موجود ہے۔ آپ چاہیں تو وہی لے جائیں۔

آپ نے کہا دے دو۔ چنانچہ گردن لے کر گھر آئے اور بیوی سے کہا یہ سود میں ملی ہے اسے پکاؤ۔

بیوی بولی آٹا اور لکڑی بھی ختم ہے۔ کہنے لگے اچھا میں ابھی جا کر یہ دونوں چیزیں بھی سود میں لاتا ہوں۔

یہ کہہ کر دوسرے قرض داروں کے پاس گئے اور ان سے آٹا اور لکڑی سود میں لے آئے۔

بیوی نے گردن پکائی۔ جب کھانا تیار ہو گیا اور کھانے کے لئے بیٹھے تو باہر سے کسی سوالی نے آواز دی کہ

بھوکا ہوں کچھ کھانے کو دے دو۔ آپ نے اندر ہی سے اسے جھڑک دیا، سائل چلا گیا۔

جب آپ کی بیوی نے سالن میں چمچہ ڈال کر نکالنا چاہا تو دیکھا کہ وہ خون ہی خون ہے۔

بیوی نے حیران ہو کر شوہر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اپنی شوخی اور کنجوسی کا نتیجہ دیکھ لو۔

خواجہ حبیب عجمی نے ہنڈیا میں خون دیکھا تو بہت پریشان ہوئے اور توبہ تائب ہونے کی نیت کر لی،

اگلے دن جمعہ تھا آپ باہر نکلے تا کہ باری باری سب قرض داروں کے پاس جا کر سود معاف کر دیں۔

راستہ میں بچے کھیل رہے تھے انہوں نے خواجہ صاحب کو دیکھ کر چلانا شروع کیا۔

اور کہنے لگے: ہٹ جاؤ حبیب سود خور آ رہا ہے۔ ہم پر اس کی گرد پڑ گئی تو ہم بھی ایسے ہی ہو جائیں گے۔

یہ سن کر آپ کے دل پر دوبارہ چوٹ لگی اور قرض داروں کے پاس جانے کی بجائے

سیدھے حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے بیعت کی اور توبہ تائب ہوئے

پھر آپ گھر آئے اور سب کے قرض معاف کر دیے، اور جو مال آپ کے پاس جمع تھا راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد دن میں خواجہ حسن بصری کی مجلس میں تشریف لے جاتے اور ان سے علم سیکھتے

اور رات کو علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت کرتے۔

## مستجاب الدعوات کا درجہ:

چونکہ توبہ تائب ہونے کے بعد سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کر دیا اور عبادت میں مصروف رہنے لگے،

ایک دن بیوی نے شکایت کی کہ آپ کام نہیں کرتے تو گھر کی ضروریات کیسے پوری کی جائیں؟

آپ نے فرمایا میں کام پر جاتا ہوں۔

کام کی غرض سے دن بھر گھر سے باہر چلے جاتے لیکن کام کرنے کی بجائے عبادت میں مشغول رہتے۔

شام کو گھر واپس آ کر بیوی سے کہتے کہ میں کام کر رہا ہوں۔ جس کا کام کر رہا ہوں

وہ کہتا ہے ہر دسویں روز میں مزدوری کی اجرت دیا کروں گا، چنانچہ بیوی نے دس روز تک صبر کیا۔

دسویں روز شام کو جب خالی ہاتھ واپس آئے تو دیکھا کہ گھر میں عمدہ عمدہ کھانے تیار رکھے ہیں۔

بیوی آپ کو دیکھتے ہی بول اٹھیں کہ: کس نیک بخت کا کام کر رہے ہو؟

جس نے دس دن کی اجرت اس قسم کی بھیجی اور تین ہزار درہم نقد بھی بھیجے ہیں۔

یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ کام زیادہ محنت سے کرو گے تو اجرت زیادہ دوں گا۔

یہ ماجرا دیکھ کر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

خیال آیا کہ خدا نے ایک گناہ گار بندے کی دس روز کی عبادت کا یہ صلہ دیا۔

اگر زیادہ حضور قلب سے عبادت کروں تو نہ جانے کیا کچھ دے دے؟

اس کے بعد آپ دنیا سے بالکل الگ ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے،

حتیٰ کہ آپ کو مستجاب الدعوات کا درجہ مل گیا۔

## دعا سے مشکل ٹل جاتی

آپ کے پاس اکثر ضرورت مند لوگ آتے۔ حضرت دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ ان کی مشکلیں آسان فرما دیتا۔

ایک مرتبہ ایک غریب عورت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ:

میرا بیٹا عرصہ سے لاپتہ ہے۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ اور خدا سے دعا فرمائیں کہ میرا گم شدہ بیٹا مجھے مل جائے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس کچھ چاندی ہے۔ عورت نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف دو درہم ہیں۔

آپ نے وہ دو درہم لے کر خیرات کر دیئے اور فرمایا: جاؤ تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا ہے۔

عورت پریشانی کے عالم میں گھر پہنچی تو دیکھا کہ لڑکا گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔

وہ اپنے بیٹے سے لپٹ گئی اور واقعہ پوچھنے لگی، بیٹے نے کہا کہ میں بازار میں تھا کہ یکایک آندھی آئی اور

میں نے آواز سنی کہ: اے ہوا اس لڑکے کو اٹھا کر اس کے گھر لے جا۔

اس عورت نے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پیغامِ مسرت سنایا تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حکم سے ہوتا ہے۔

خدا نے تم پر احسان کیا ہے۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کبھی کسی اور کا تصور بھی اپنے دل میں نہ لانا

اور ہمیشہ اس کی اطاعت و فرماں برداری اور رضا جوئی کی کوشش کرنا۔

## حضرت امام حسن بصری کے نزدیک مقام ومرتبہ

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے وقت حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے لیکن آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کی بجائے الھمد (چھوٹی ہ) سے قرات کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے، اس لئے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی، لیکن اسی رات خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو آپ نے عرض کی کہ یا اللہ تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے؟

ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہیں سمجھا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کونسی رضا تھی؟ ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمی کی اقتداء کر لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصوّر تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جبکہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے، انہیں دیکھ کر امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں ان سے ایک سوال کروں گا، لیکن امام شافعی نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ واصل باللہ لوگوں اور عارفوں سے سوال نہ کیا کرو؟ ان کا تو مسلک ہی جداگانہ ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ہی ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک قضا ہوئی اور یاد نہ رہی کہ کون سی تھی تو اس کو کیا کرنا چاہیئے؟ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سب نمازوں کی قضا کرے اس لئے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب ہوا کہ ایک نماز چھوڑ دی، یہ سن کر امام شافعی نے کہا کہ میں نے اسی لئے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔

ایک کنیز بیس سال تک آپ کے ہاں رہی لیکن کبھی آپ نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا اور ایک دن اسی کنیز سے فرمایا کہ میری کنیز کو آواز دے دو اس نے عرض کیا حضور میں ہی آپ کی کنیز ہوں، فرمایا کہ تیس برس میں میرا خیال سوائے اللہ کے کسی اور طرف نہیں گیا، یہی وجہ ہے کہ میں تم کو شناخت نہ کر سکا۔

آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ رضائے الٰہی کس چیز میں ہے؟ فرمایا فی قلب لیس فیہ غبار النفاق (اس دل میں جس میں نفاق کا غبار نہ ہو۔)

تذکرے اور صحبتیں، ڈاکٹر محمد طاہر القادری،

## آپ کے اقوال

1۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرید کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے اسے کوئی لگاؤ نہ ہو،
اوراس کے جتنے دوست دنیا کی طرف مائل ہوں ان سب سے تعلق چھوڑ دے۔
حتیٰ کہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دے اوران کی بیمار پرسی کے لئے بھی نہ جائے۔

2۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی اور کا تصور بھی اپنے دل میں نہ لاؤ
ہمیشہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری اور رضا جوئی کی کوشش کرو۔

3۔ ایک مرتبہ ایک درویش نے آپ سے سوال کیا کہ آپ تو عجمی ہیں اتنا بلند مقام کیسے حاصل کرلیا؟
غیب سے آواز آئی ہاں عجمی ہے مگر حبیب ہے۔

## حضرت حبیب عجمی کی توبہ

اپنے ابتدائی دور میں اہل بصرہ کوسود پر قرض دیتے تھے اور اگر کسی مجبوری سے مقروض قرض ادا نہ کرسکتا تو نہ صرف خود قرضہ وصول کرنے اس کے گھر جاتے بلکہ سود کے علاوہ مزید جرمانہ بھی وصول کرتے اور اپنے گھریلو اخراجات صرف سود سے حاصل ہونے والی آمدنی سے پورا کرتے۔

ایک بار ایک مقروض کے گھر سے بھیڑ کا سر بطور سود وصول کر کے لائے اور زوجہ کو پکانے کے لئے کہا۔
جب سالن تیار ہو گیا اور کھانے کے لئے نکالنا چاہا تو وہ سارا خون کی شکل اختیار کر چکا تھا۔
زوجہ نے خدا خوفی دلاتے ہوئے کہا: یہ سب تمہاری سود خوری اور کنجوسی کے باعث ہوا ہے۔آپ کو اس سے بڑی عبرت ہوئی اور زوجہ سے وعدہ کیا کہ آئندہ کے لئے میں ایسے برے کاموں سے تائب ہوتا ہوں۔ پھر آپ حضرت خواجہ حسن بصری کے دست اقدس پر تائب ہونے کے لئے گھر سے نکلے تو کھیل میں مصروف بچوں نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ حبیب سود خور آرہا ہے۔کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بد بخت نہ بن جائیں۔ جب حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی نگاہِ فیض سے بارِ دگر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ جب واپس ہوئے تو ان کی توبہ میں اخلاص کا یہ عالم تھا کہ انہیں لڑکوں نے جو ابھی کھیل میں مصروف تھے کہنا شروع کر دیا کہ راستہ دے دو اب حبیب تائب ہو کر آرہا ہے۔کہیں ہمارے قدموں کی گرد ان پر نہ پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا نام گناہگاروں میں درج نہ ہو جائے۔ پھر

آپ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان کا مقروض ہے وہ اپنی تحریر اور سود کی رقم واپس لے جائے۔

یوں اپنی تمام دولت راہِ خدا میں تقسیم کر دی۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں پہنچ جاتے اور مشغول عبادت رہتے۔ چونکہ قرآن حکیم کی قرأت میں تلفظ اپنے صحیح مخرج کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ کو عجمی کا خطاب دیا گیا۔

ایک وقت تھا کہ سود پر گزارا کرتے تھے اور اب توکل کے مقام پر یوں فائز ہوئے کہ بیوی بچوں کے اصرار پر مزدوری کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ سارا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ جب شام کو گھر پہنچے تو اہلیہ نے مزدوری کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے: جس مالک کے ہاں مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے، اس کی کرم نوازی سے مجھے بڑی شرم محسوس ہوئی کہ اجرت طلب کروں۔ وہ ضرور جلد ہی ہماری طلب کو پورا کر دے گا۔ جب دس دن اسی طرح گزر گئے اور شام کو اس فکر میں پریشان آرہے تھے کہ آج جا کر بھوک میں پریشان اہلِ خانہ کو کیا جواب دوں گا؟ گھر پہنچے تو اہلِ خانہ کو بڑا خوش وخرم دیکھا۔ اندر سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔ اہلیہ نے بتایا کہ تمہارا مالک تو بہت خیال رکھنے والا ہے۔ اس نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم بجھوائے ہیں اور ساتھ یہ بھی پیغام بجھوایا ہے کہ حبیب سے کہنا کہ ہم اس کی مزدوری سے خوش ہیں۔ اگر وہ اور زیادہ اپنے کام کو ترقی دیں گے تو ہم اس کے صلہ میں زیادہ بڑھ کر مزدوری دیں گے۔

حضرت حبیب عجمی پر اللہ رب العزت کی ان عنایات کے سبب عجیب گریہ و بکا طاری ہو گیا۔ پھر بندگی بجا لاتے ہوئے رضائے الٰہی کے بڑے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ ایک مرتبہ نماز مغرب کے وقت حضرت خواجہ حسن بصری آپ کے ہاں پہنچے۔ آپ اس وقت نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ آپ الحمدللہ کی قرأت درست نہیں کر رہے ہے تو آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی بجائے علیحدہ نماز ادا کی۔

اس رات حضرت خواجہ حسن بصری کو خواب میں حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا (جیسا اس کی شان کے لائق تھا) تو آپ نے عرض کیا: اے اللہ! میں تیری رضا کیسے حاصل کروں؟ ارشاد ہوا کہ رضا تو تمہارے بہت قریب تھی۔ اگر تو حبیب کی اقتداء میں نماز ادا کر لیتا تو تجھے میری رضا مل جاتی، جو تیری ساری عمر کی نمازوں سے بہتر تھا۔ تو نے حبیب کی عبادت کے ظاہر کو دیکھا لیکن اس کی نیت کو ملاحظہ نہیں کیا جو اس کی روح میں کارفرما تھی۔ بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ نیت کی خالصیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

کہاں وقت کے معروف حبیب سودخوراور کہاں حضرت حبیب عجمی۔اخلاص کی ایک توبہ نے اُن کی کایا پلٹ کرر کھ دی۔آپ کے سامنے جب قرآن حکیم کی تلاوت ہوتی تو مضطرب اور بے قرار ہوکرآہ وفغاں کرنے لگتے اورعرض کرتے:

کیا ہوا حبیب کی زبان عجمی ہے لیکن قلب تو عربی ہے۔آپ کا شمارصدق وصفا پرعمل پیرا ہونے والے صاحبِ یقین اور گوشہ نشین بزرگوں میں ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء،فریدالدین عطار،ص:34)

## بعض تائبین کے ایمان افروز واقعات

موقع کی مناسبت سے واقعات کی اہمیت وافادیت سے انکارنہیں کیاجاسکتا۔خودخالق کائنات نے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم میں جہاں ضروری تھا،مثالیں اورواقعات بیان فرمائے ہیں۔قرآنی بیان میں تفصیل واجمال دونوں اسلوب کی اثر پذیری محتاجِ بیان نہیں۔قرآن حکیم میں امثال وواقعات بیان کرکے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غوروفکر کی دعوت دی ہے تاکہ احوالِ حیات سنورسکیں۔اسی سنتِ الٰہیہ پر سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین،اولیائے عظام اورعلمائے حق آج تک عمل پیرارہے ہیں۔

چندتائبین کے دل گدازاورروح پرورواقعات پرروشنی ڈالتے ہیں تاکہ ان کے واقعات سن کرہم اپنے اپنے حال کے مطابق گناہوں سے تائب ہوں۔

## 1۔ تین صحابہ کرام کی توبہ

قرآن حکیم کی سورۃ التوبہ میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبولِ توبہ کا ذکر اس طرح آیا ہے:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰى اِذَاضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللهِ اِلَّا اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْ بُوْا ط اِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُo (سورۃ التوبۃ: 9، آیت: 118)

اوران تینوں شخصوں پر(بھی نظرِ رحمت فرمادی) جن (کے فیصلہ) کو مؤخرکیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود کشادگی کے ان پرتنگ ہوگئی اور(خود) ان کی جانیں (بھی) ان پردوبھر ہوگئیں اورانہیں یقین ہوگیا کہ اللہ(کے عذاب) سے پناہ کاکوئی ٹھکانا نہیں بجزاس کی طرف (رجوع کے)،تب اللہ ان پرلطف وکرم سے مائل ہوا تاکہ وہ (بھی) توبہ ورجوع

پر قائم رہیں، بے شک اللہ ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، نہایت مہربان ہے۔

اس توبہ کا تعلق تین صحابہ سے ہے جن کے نام یہ ہیں:

1۔ کعب بن مالک　　2۔ مرارہ بن ربیع　　3۔ ہلال بن امیہ

یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے موقع پر پیش آیا۔ اُس وقت مسلمان طرح طرح کی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ سفر بڑا طویل اور جاں گسل تھا۔ ایسا وقت بھی آیا کہ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے۔ صرف ایک کھجور پر ہی رات بسر کرنا پڑتی۔ پانی اتنا کم یاب تھا کہ اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ میں جو پانی ہوتا اس سے پیاس کو بجھاتے۔ حالات کی سنگینی کی وجہ سے بعض مخلص مسلمان بھی لڑکھڑا گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق سے سفر جہاد پر روانہ ہوئے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں جو روایت درج ہے، اس کے راوی خود ان تینوں میں سے ایک صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ متفق علیہ روایت کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جن دنوں غزوہ تبوک کے لئے تیاری ہو رہی تھی میری صحت اور مالی حالت بہت اچھی تھی۔ میرے پاس سواری کے لئے دو اونٹنیاں تھیں۔ اس سے قبل کبھی میرے پاس سواری کے لئے دو جانور جمع نہیں ہوئے تھے۔ جمعرات کے دن حضور نبی اکرم ﷺ اپنے تیس ہزار جاں نثاروں کے ہمراہ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چند ضروری کاموں سے جلدی جلدی فارغ ہو کر لشکر کے ساتھ جا ملوں گا۔

پہلا دن بھی گزر گیا لیکن مجھے ان کاموں سے فراغت نہ ہوئی۔

دوسرا دن، پھر تیسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا لیکن میں فارغ نہ ہوا۔ جب کئی دن گزر گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب تو لشکر بہت دور چلا گیا ہوگا اور اب میرا جانا بے سود ہے۔ چنانچہ میں نے لشکر کے پیچھے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب میں بازار جاتا تو مجھے ان لوگوں کے سوا جو نفاق کی تہمت سے مہتم تھے یا جو معذور تھے اور جنگ میں شرکت کے قابل نہ تھے، اور کوئی مسلمان دکھائی نہ دیتا۔ مجھے اپنی اس حرماں نصیبی پر بڑا دکھ ہوتا۔ ایک بار خیال آیا بھی کہ اگرچہ تاخیر ہو گئی ہے پھر بھی چلا جاتا ہوں۔ کاش میں ایسا کرتا! لیکن ایسا نہ کر سکا۔ وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کے حضور نبی اکرم ﷺ کے بخیر و عافیت واپس آنے کی اطلاعات آنے لگیں۔ مجھے رنج و غم نے آ لیا۔ میں سوچنے لگا کہ بارگاہِ رسالت میں اپنی اس غیر حاضری کے لئے کیا عذر پیش کروں۔ خود بھی غور و خوض کیا اور دیگر سے بھی مشورہ کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو یکا یک تذبذب کی کیفیت جاتی رہی اور دل میں ٹھان لیا کہ سچ سچ عرض کر دوں گا اور اس بارگاہ میں اگر پناہ مل سکتی ہے تو سچ سے ہی مل سکتی ہے، جھوٹ بول کر تو مزید اپنے آپ کو رسوا ہی کرنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ جب

سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو نفل ادا کرتے۔اس کے بعد حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے ہاں قدم رنجہ فرماتے اور اس کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں کو زینت بخشتے۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لے آئے اور نوافل سے فارغ ہو کر بیٹھے تو منافقین گروہ در گروہ حاضر ہو کر جھوٹے بہانے پیش کرنے لگے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تفویض کر کے ان کی ظاہری عذر داریوں کو قبول فرما لیتے۔ مجھے بھی بعض لوگوں نے ایسا ہی کرنے کا مشورہ دیا۔لیکن میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی حرماں نصیبی کی سچی سچی داستان عرض کر دی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری عرض گزاشت کو سن کر فرمایا:

أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ فِيْكَ.

(صحیح بخاری، ج:3،ص:1305،حدیث:3363)

اس نے جو کچھ کہا ہے سچ ہے۔ جاؤ! اٹھو تمہارا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

کئی لوگوں نے مجھے بڑی سرزنش کی کہ تم نے صاف گوئی سے کام لے کر اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کروا دیا۔ میں نے خیال کیا کہ واپس جا کر کوئی عذر پیش کروں لیکن پھر معاً یہ خیال آیا کہ ایک گناہ تو یہ کیا کہ جہاد میں شریک نہیں ہوا اور دوسرا گناہ یہ کروں کہ بارگاہ نبوت میں جھوٹ بولوں، میں یہ جرأت ہرگز نہیں کروں گا۔ میں نے پوچھا کہ کسی اور کو بھی اسی قسم کا حکم ملا ہے تو بتایا گیا کہ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کو بھی یہی فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ اب ہمارے ساتھ نہ کوئی ہم کلام ہوتا تھا اور نہ ہی ہمارے سلام کا کوئی جواب دیتا۔ ہمیں یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ وہ لوگ ہی نہیں جو پہلے تھے اور جن کو ہم جانتے تھے۔ یہ وہ دیس ہی نہیں ہے جس میں ہم نے عمر گزاری بلکہ یہ کوئی نیا دیس ہے۔جس کے کوچہ و بازار اور در و دیوار ہمارے لئے بالکل غیر مانوس ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ کھائے جا رہا تھا کہ اگر اسی حالت میں موت آ گئی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ نہ پڑھائی تو کیا بنے گا؟ میرے دیگر دونوں ساتھی تو رات دن گریہ وزاری میں گزار دیتے۔ انہیں دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔ انہوں نے تو باہر نکلنا ہی بند کر دیا تھا جبکہ میں کبھی کبھی بازار جاتا لیکن نہ کوئی مجھے سلام کہتا اور نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز میں لوگوں کی سرد مہری سے تنگ آ کر اور مایوس ہو کر اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہ کے پاس چلا گیا جو اس وقت باغ میں تھا۔ مجھے اس سے بڑی محبت تھی۔ میں نے سلام کیا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: اے بھائی! کیا تمہیں علم نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ وہ چپ رہا، میں نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا وہ بولا تک نہیں۔ آخر چوتھی بار جب میں نے اسے یہی بات کہی تو اس نے صرف اتنا کہا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ اُس وقت بے اختیار میرے آنسو بہہ نکلے

اور میں وہاں سے شکستہ دل واپس چلا آیا۔ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شاہِ غسان کا ایک ایلچی مجھے تلاش کر رہا تھا۔ لوگوں نے اشارہ سے اسے میری طرف متوجہ کیا کہ یہ کعب ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو۔ وہ میرے قریب آیا اور مجھے اپنے بادشاہ کا خط دیا۔ اس نے خط میں مجھے لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تیرے صاحب نے تجھ پر بہت جفا کی ہے اور تیرے ساتھ ناروا سلوک کیا جارہا ہے۔ تو ایسا نہیں کہ تیری توہین کی جائے۔ تو میرے پاس آجا، دیکھ میں کس طرح تیری قدردانی کرتا ہوں۔ یہ پڑھ کر میں آگ بگولا ہوگیا اور میں نے اس خط کو نذرِ آتش کر دیا اور اسے کہا کہ اپنے بادشاہ کو کہنا کہ اس خط کا میرے پاس یہی جواب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: میری بدبختی ملاحظہ ہو کہ اب ایک کافر کو یہ جرأت ہو رہی ہے کہ میرے ایمان پر ڈاکہ ڈالے۔ اس رنج والم میں چالیس دن گزر گئے۔

چالیسویں دن حکم ہوا کہ ہم اپنی بیویوں سے بھی الگ رہیں چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی جایا کرتا تھا اور حضور نبی اکرم ﷺ کو سلام عرض کیا کرتا اور پھر یہ دیکھتا کہ کیا لب مبارک کو جنبش ہوئی ہے۔ جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو سرورِ دو عالم ﷺ اپنی نگاہِ لطف کو میری طرف مبذول فرماتے اور جب میں فارغ ہوتا تو اعراض فرمالیتے۔ یہ لمحے میرے لئے بڑے صبر آزما تھے۔ پچاسویں رات کو ہماری توبہ کی قبولیت کی آیت نازل ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوڑے ہوئے مبارک دینے آئے۔ سب سے پہلے جس نے مجھے یہ مژدہ جاں فزا سنایا وہ حمزہ الاسلمی تھے۔ میں نے فرطِ مسرت میں اپنے دونوں کپڑے اتار کر ان کی نذر کر دیے۔ پھر میں بارگاہِ مصطفی ﷺ میں حاضر ہوا۔ سب احباب جوق در جوق مجھے مبارک باد دینے آرہے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا۔ مجھے دیکھا تو فرمایا: جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے یہ تیری زندگی کا بہترین دن ہے، مبارک ہو۔

یہ ان تین پاک بازوں کا ذکر ہے جنہوں نے منافقوں کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی جناب میں جھوٹ بولنے کی گستاخی نہیں کی اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی نگاہِ لطف وعطا ان کی طرف مائل ہوئی اور ایسا ابرِ رحمت بخشا کہ قیامت تک ان کی توبہ کا ذکر متن قرآن بن گیا۔

## 2۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ

غزوۂ خندق کے دوران بنو قریظہ کے یہود نے معاہدے کے مطابق مسلمانوں کا ساتھ دینے کے بجائے کفار کے ہاتھ مضبوط کئے اور اس طرح انتہائی نامساعد حالات میں غداری کا ارتکاب کیا۔

غزوۂ خندق ختم ہوا تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور رب ذوالجلال کی طرف سے بنی قریظہ کے یہودیوں کے خلاف

اقدام کا پیغام سنایا۔ (دلائل النبوۃ، البیہقی، ج:4،ص:8)

احکامِ الٰہی کی بجا آوری کرتے ہوئے، فرمانِ نبوی کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کے یہود کے خلاف تیاری کا حکم سنایا، اور عصر کی نماز کے وقت مسلمانوں نے بنوقریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ وہ باہر نکل کر مقابلہ کرنے کے بجائے قلعہ کے حصار میں مقید ہوگئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں غیر مشروط اطاعت تسلیم کرنے کا پیغام دیا۔ لیکن ضد، ہٹ دھرمی اور انا پرستی بنوقریظہ کی سوچ کا مرکز و محور بنی رہی۔ بعض قابلِ عمل تجاویز کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا۔ وہ آپس میں باہم مشورے کرتے رہے کہ اب کیا کیا جائے؟ ان کی نگاہیں بار بار قریش کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ وہ ان کی مدد کو پہنچیں گے، لیکن یہ خیال خیال خام ثابت ہوا، وہ حملہ آور جو ایک ماہ تک مدینہ کا محاصرہ کرنے کے بعد ابھی ابھی اپنے گھروں کو لوٹے تھے، تھکان اور شرمساری ان کے اعصاب پر سوار تھی۔ وہ اس پوزیشن میں نہ تھے کہ بنوقریظہ کی مدد کے لئے اپنے گھروں کو ایک بار پھر خیر باد کہتے۔ اس لئے ان کی طرف سے کسی فوری کمک کی امید رکھنا احمقوں کی جنت میں بسنے کے مترادف تھا۔

بنونضیر کا معاملہ بھی جدا تھا، وہ مدینہ سے ذلیل ہوکر جلاوطن ہوئے تھے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف درپردہ سازشوں میں تو مصروف رہتے تھے لیکن براہ راست مسلمانوں سے ٹکر لینے کی ہمت ان میں نہیں تھی۔ اس لئے خیبر کی جانب سے بھی بنو قریظہ کسی فوری مدد کی توقع نہ رکھتے تھے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ یا تو وہ مسلمانوں سے فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لئے اپنے قلعوں سے باہر نکل آئیں یا پھر غیر مشروط اطاعت اختیار کرلیں۔ غیر مشروط اطاعت اختیار کرنے کی راہ میں ان کی جھوٹی اَنا آڑے آرہی تھی اور مسلمانوں سے جنگ کا حوصلہ وہ خود نہ کر پاتے تھے۔ یہودیوں نے آخری کوشش یہ کی کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درخواست گزار ہوئے کہ ہمارے حلیف حضرت ابولبابہ کو ہماری طرف بھیجا جائے۔

ہادیٔ برحق ﷺ نے ان کی اس درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنی عورتوں کو وہاں جمع کر رکھا تھا۔ حضرت ابولبابہ کو دیکھ کر ان کی عورتوں نے واویلا شروع کردیا، گریہ و زاری کرنے لگیں اور اپنے مصائب کا ذکر کرنے لگیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ان کی آہ وفغاں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہود کے سردار کعب بن اسد نے ان سے مشورہ کیا کہ کیا غیر مشروط اطاعت مان لیں؟ انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، جس کا مطلب تھا کہ تم قتل کردیے جاؤ گے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ انہیں یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور ندامت کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ خاموشی سے واپس آگئے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر پر اتنا بوجھ تھا کہ وہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا نہ کر سکے اور مسجد نبوی میں آ کر اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرے گا وہ اسی طرح بندھے رہیں گے۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا: لَوْ جَاءَنِيْ لَاسْتَغْفَرْتُ لَهٗ.

(البداية و النهاية،ابن كثير، ج:4، ص:119)

اگر ابولبابہ میرے پاس آ جاتے تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرتا۔

اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ روایات میں ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ چھ روز تک ستون کے ساتھ بندھے رہے۔ ایک روایت میں بیس دن کا ذکر ہے۔ نماز اور رفع حاجت کے وقت ان کی بیوی یا بیٹی آ کر انہیں کھول دیتیں اور پھر انہیں اسی طرح باندھ دیا جاتا، تا آنکہ ایک روز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سحر کے وقت مسکراتے ہوئے دیکھا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ آپ کو اسی طرح مسکراتا رکھے، آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ کی توبہ قبول کر لی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں انہیں اس کی اطلاع کر دوں؟ فرمایا: ہاں انہیں بتا دو۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دروازے میں کھڑے ہو کر فرمایا: 'ابولبابہ! تمہیں مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے'۔ لوگ انہیں کھولنے کے لئے دوڑے، انہوں نے کہا: خدا کی قسم! مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ سے کھولیں گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے تو انہیں اپنے دست مبارک سے کھولا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں اپنی توبہ کی قبولیت پر اپنا سارا مال صدقہ کر دینا چاہا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُجْزِئُكَ الثُّلُثُ يَا أَبَا لُبَابَةَ. (التمہید، ابن عبدالبر، ج:20، ص:84)

تمہارے لئے اپنے مال کا صرف تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے۔

قرآن مجید کی آیت مبارکہ: "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمَانَاتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (سورۃ الانفال:8، آیت:27)

اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے (ان کے حقوق کی ادائیگی میں) خیانت نہ کیا کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت کیا کرو حالاں کہ تم (سب حقیقت) جانتے ہو۔

کے بارے میں امام زہری سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بنو قریظہ کی طرف بھیجا تھا تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُن (بنو

قریظہ) کوقتل کیے جانے (کے فیصلہ) کی خبر دے دی تھی۔

(اس خیانت پر جب شدید ندامت ہوئی تو) ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا، وَاللهِ، لَا أَذُوقُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا حَتّٰى أَتُوبَ وَيَتُوبَ اللهُ عَلَيَّ، فَمَكَثَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، لَا يَذُوقُ فِيهَا طَعَامًا وَلَا شَرَابًا حَتّٰى يَخِرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ، ثُمَّ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا لُبَابَةَ، قَدْ تِيبَ عَلَيْكَ. قَالَ: لَا، وَاللهِ، لَا أُحِلُّ نَفْسِي حَتّٰى يَكُونَ رَسُولُ اللهِ هُوَ يُحِلُّنِي. فَجَاءَ فَحَلَّهُ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَالَ لَهُ أَبُو لُبَابَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أُصِبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً إِلَى اللهِ.

(المصنف،عبدالرزاق، ج:5، ص:406، حدیث:9745)

بخدا! میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا حتیٰ کہ میں توبہ کرلوں اور اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول بھی فرمالے۔ سات دن انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا آخر کار بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ (حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے خود کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ رکھا تھا)۔ انہیں کہا گیا: اے ابولبابہ! تیری توبہ قبول ہوگئی۔ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں خود کو نہیں کھولوں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خود نہ کھولیں۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انہیں کھول دیا۔ پھر ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بھی میری توبہ کا حصہ ہے کہ میں اپنا خاندانی گھر چھوڑتا ہوں جس میں رہتے ہوئے مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا، اور میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے خود احتسابی کی ایک ایسی مثال قائم کی جو آج بھی ہمارے لئے مینارہ نور ہے۔ مسجد نبوی کے جس ستون کے ساتھ آپ نے خود کو باندھ لیا تھا وہ آج بھی ریاض الجنۃ میں ستون ابی لبابہ کے نام سے موجود ہے۔

(الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، ج:2، ص:74)

## 3۔ نیک اعمال وسیلۂ نجات

تین اشخاص ایک سفر کے دوران طوفان باد و باراں میں گھر گئے۔ اس سے بچنے کی خاطر انہوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ اچانک غار کا دہانہ پہاڑی تودہ گرنے سے بالکل بند ہوگیا اور وہ تینوں اس میں بند ہوکر رہ گئے۔ جب موت کے سوا دوسرا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تو تینوں افراد اپنے اپنے اخلاص کے مقام پر کئے گئے عمل کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کے حضور معافی کے خواستگار ہوئے۔ وہ کون سے نیک اعمال تھے اور کیسے ان کی رہائی ممکن ہوئی درج ذیل حدیث مبارکہ میں اسی عظیم الشان واقعہ کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ، فَادْعُوا اللهَ تَعَالَى بِهَا، لَعَلَّ اللهَ يَفْرُجُهَا عَنْكُمْ ...........

فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ، خُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا، فَأَخَذَهُ، فَذَهَبَ بِهِ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ، فَفَرَجَ اللهُ مَا بَقِيَ.

(صحیح مسلم، ج:4،ص:2099، حدیث:2743)

تین آدمی جارہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا تو انہوں نے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی، اتنے میں غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان آگری اور یہ لوگ بند ہو گئے، پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: جو اللہ تعالیٰ کے لیے نیک اعمال کیے ہیں ان پر غور کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور کر دے۔ سو ان میں سے ایک نے دعا کی: اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے، میری بیوی تھی اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چراتا تھا، جب میں واپس آتا تو دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، ایک دن درختوں نے مجھے دور پہنچا دیا، اور میں رات سے پہلے نہ لوٹ سکا۔ جب میں آیا تو ماں باپ سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ معمول دودھ دوہیا اور ایک برتن میں دودھ ڈال کر ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں ان کو نیند سے بیدار کرنا ناپسند کرتا تھا اور ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا بھی پسند نہیں تھا حالانکہ بچے میرے قدموں میں چیخ رہے تھے۔ فجر طلوع ہونے تک میرا اور میرے والدین کا یونہی معاملہ رہا۔ اے اللہ! یقیناً تجھے علم ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو ہمارے لیے کچھ کشادگی کر دے اور ہم اس غار سے آسمان کو دیکھ لیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے کچھ کشادگی کر دی اور انہوں نے اس غار سے آسمان کو دیکھ لیا۔ پھر دوسرے آدمی نے دعا کی: اے اللہ! میری ایک عم زاد تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا۔ جیسا کہ مردوں کو عورتوں سے لگاؤ ہوتا ہے، میں نے اس سے مقاربت کی درخواست کی، اس نے انکار کیا اور کہا: پہلے سو دینار لاؤ۔ میں نے بہت مشقت کر کے سو دینار جمع کیے۔ میں اس کے پاس وہ دینار لے کر گیا۔ جب میں اس کے ساتھ جنسی عمل کرنے کے لیے بیٹھا تو اس نے کہا:

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور ناجائز طریقہ سے مہر نہ توڑ۔ سو میں اسی وقت اس سے الگ ہو گیا، اے اللہ!

تجھے یقیناعلم ہے کہ میں نے یہ فعل تیری رضا کے لیے کیا تھا۔ پس تو ہمارے لیے اس غار کو کچھ کھول دے تو اللہ تعالیٰ نے غار کو (مزید) کھول دیا۔ اور تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک شخص کو ایک فرق (ایک پیمانہ آٹھ کلوگرام) چاولوں کی اجرت پر رکھا تھا، جب اس نے اپنا کام پورا کرلیا تو اس نے کہا مجھے میری اجرت دو۔ میں نے اس کو مقررہ اجرت دے دی۔ اس نے اس سے اعراض کیا۔ میں ان چاولوں کی کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس (کی آمدنی) سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے۔ پھر ایک دن وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اللہ سے ڈرو اور میرا حق نہ مارو۔ میں نے کہا یہ بیل اور چرواہے لے جاؤ اور اپنا حق لے لو۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ یہ بیل اور چرواہے لے لو۔ وہ ان کو لے کر چلا گیا۔ تجھ کو یقیناعلم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو اب تو غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دے۔ سو اللہ نے غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دیا۔

## 4۔ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت کی عظیم توبہ

کوئی بھی انسان گناہوں سے یکسر پاک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت پسند ہے جو صدقِ دل سے اپنے گناہ پر ملامت وندامت محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کا طلب گار رہے۔ تائبین کے ہزاروں واقعات ہمیں دعوت فکر وعمل دیتے ہیں۔ سچی توبہ مانگنے میں اگرچہ بظاہر چند زبانی الفاظ کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن اس کے پیچھے انسان ندامت و شرمندگی کے پہاڑ اٹھائے ہوتا ہے۔ ندامت اور پشیمانی کا یہ وزن ہی اس کے کمال اخلاص کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ تاریخ انسانی میں ایسے توبہ کرنے والے ہو گزرے ہیں جو قبولِ توبہ کی خاطر اپنی زندگی اذیت اور کربناک لمحات کے سپرد کر کے جان سے گزر گئے۔ احادیث مبارکہ میں بیان کردہ متعدد واقعات میں سے ایک مرد صحابی اور ایک خاتون صحابیہ کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں جنھوں نے کسی کے کہے بغیر خود اقبال جرم کیا اور خود کو پاک کرنے کے لئے اپنی جانیں جاں آفریں کے سپرد کر دیں اور تاریخ انسانی میں ایسی توبہ رقم کر دی جس پر حوصلہ اور بہادری خود انگشت بدنداں ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللهِ، وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا نَبِيُّ اللهِ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا، فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللهِ، فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا، فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ! وَقَدْ زَنَتْ، فَقَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً، لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالَى. (صحیح مسلم، ج:3، ص:1324، حدیث:1696)

قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حالیکہ وہ زنا سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں نے لائق حد جرم کیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا:

اس کی اچھی طرح نگہداشت کرنا اور جب اس کا حمل وضع ہوجائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کپڑے کس کر باندھنے کا حکم دیا (تاکہ اس کی بے پردگی نہ ہو) پھر آپ کے حکم سے اس کو رجم کردیا گیا، پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر نے عرض کیا:

یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ یہ زانیہ ہے! آپ نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو انہیں کافی ہوگی۔ اور کیا تم نے اس سے افضل کوئی توبہ دیکھی ہے کہ اس (توبہ کرنے والے) نے اللہ کے لیے اپنی جان دے دی ہو!

## 5۔ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ عظیم توبہ تھی۔ ان کی توبہ کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ان کی توبہ کو تمام امت پر تقسیم کردیا جائے تو یہ سب کے لیے کافی ہوگی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کردیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْحَكَ، ارْجِعْ، فَاسْتَغْفِرِ اللهَ، وَتُبْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، طَهِّرْنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَيْحَكَ، ارْجِعْ، فَاسْتَغْفِرِ اللهَ، وَتُبْ إِلَيْهِ...........................

فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالُوْا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ.

(صحیح مسلم، ج:3، ص:1321، حدیث:1695)

تیرا ناس ہو، جاؤ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو۔ اُنہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کردیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اُسی طرح فرمایا، اُنہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اُسی طرح فرمایا، حتیٰ کہ چوتھی بار اُن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ اُنہوں نے عرض کیا: زنا سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (لوگوں سے) اُن کے متعلق پوچھا: اِس کا ذہنی توازن تو خراب نہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: نہیں، وہ کوئی پاگل نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا اِس

نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اُن کا منہ سونگھا تو شراب کی بد بو محسوس نہیں کی، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں، پھر آپ ﷺ نے اُنہیں رجم کرنے کا حکم دیا، اِس کے بعد حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگوں کے دو گروہ بن گئے، بعض کہتے: ماعز ہلاک ہو گئے اور اِس گناہ نے اُنہیں گھیر لیا اور بعض لوگ کہتے: ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ افضل نہیں ہے کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر عرض کیا: مجھے پتھروں سے مار ڈالیے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو، تین دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہی اختلاف رہا، پھر ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے دراں حالیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سلام کرنے کے بعد تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے تمام اُمت پر تقسیم کر دیا جائے تو (بخشش کے لیے) سب کو کافی ہو گی۔

## 6۔ اُموی شہزادہ کی لہو ولعب سے توبہ

موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی ایک نہایت ہی عیاش، تماش بین اور آخرت سے بے فکر اموی شہزادہ تھا۔ سالانہ اربوں کی آمدنی کو غلاموں، لونڈیوں، کھیل تماشوں اور بدکرداریوں کی نذر کر دیتا۔

ایک روز شراب کے نشے میں دُھت حسبِ معمول کنیزوں اور لونڈیوں کے ہمراہ گانے بجانے میں مصروف تھا۔ اسی لہو ولعب کے دوران کہیں دور سے ایک دردناک اور دل گداز آواز نے اسے بے چین کر دیا۔ طبیعت میں تغیر آ گیا۔ کہنے لگا: سب گانے بند کرو اور سنو یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو میرے پاس لے آؤ۔ وہاں قریب ایک مسجد تھی جہاں خشیتِ الٰہی میں سوختہ ایک لاغر و ناتواں نوجوان مولیٰ کی یاد میں تڑپ تڑپ کر عجیب کیف و سرور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اپنی مناجات پیش کر رہا تھا۔ غلاموں نے اسے شہزادے کے سامنے پیش کر دیا۔ شہزادے نے کہا: مجھے بھی وہ لاہوتی نغمات سناؤ جو تم ابھی پڑھ رہے تھے اور جنہوں نے میرے من میں آگ سی لگا دی ہے۔

جوان نے کلام الٰہی پڑھنا شروع کیا:

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ۝ خِتَامُهُ مِسْكٌ ط وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۝ (سورۃ المطففین:83، آیت:22-28)

بے شک نیکوکار (راحت و مسرت سے) نعمتوں والی جنت میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔

آپ ان کے چہروں سے ہی نعمت وراحت کی رونق اور شگفتگی معلوم کرلیں گے۔انہیں سر بہ مہر بڑی لذیذ شرابِ طہور پلائی جائے گی۔اس کی مُہر کستوری کی ہوگی،اور(یہی وہ شراب ہے)جس کے حصول میں شائقین کوجلد کوشش کر کے سبقت لینی چاہیے(کوئی شرابِ نعمت کا طالب وشائق ہے،کوئی شرابِ قربت کا اور کوئی شرابِ دیدار کا،ہر کسی کواس کے شوق کے مطابق پلائی جائے گی)۔اوراس(شراب)میں آبِ تسنیم کی آمیزش ہوگی۔(یہ تسنیم)ایک چشمہ ہے جہاں سے صرف اہلِ قربت پیتے ہیں۔

ان آیاتِ مقدسہ نے شہزادے کو بے تاب کر دیا اوراس جوان سے لپٹ گیا۔صحن میں بوریا بچھا کر جوان کے ساتھ بیٹھ گیا۔وہ اس جوان سے اللہ کے وعدے،آخرت کی نعمتیں،حسن مطلق کے دیدار کی باتیں بزبان آیاتِ قرآنی سنتا جاتا اور تڑپ تڑپ اٹھتا تھا۔پھر وہ یوں تائب ہوا کہ سب کچھ راہ خدا میں لٹا دیا۔غلاموں،کنیزوں،لونڈیوں کو آزاد کر دیا اور خود نوجوان کے ہمراہ ٹاٹ کا لباس پہن کر ننگے پاؤں مکہ معظّمہ کی جانب روانہ ہوگیا۔حج کیا اور وہیں مقیم ہوگیا،
پھر قربِ حق کی منزلوں کا ایسا مسافر ہوا کہ اس کی طلب میں دورانِ طواف جان حق تعالیٰ کے حضور پیش کر دی۔

اس کے آخری الفاظ یہ تھے:

اے میرے مالک!تیری خبر نہ تھی۔بے خبری میں ہر نافرمانی کا مرتکب ہوتا رہا۔اے بلندی والے رب!میرا حال برا ہے۔میں تیرا غلام ہوں۔مجھے بتا تجھے چھوڑ کر کدھر جاؤں!غلام برا یا اچھا پلٹ کر آخر اپنے مالک ہی کے پاس آتا ہے۔میری مغفرت فرما دے۔اس کے سوا میری کوئی خواہش نہیں۔چیختا تڑپتا اسی عرض گزاشت کے ساتھ رب العزت کے حضور پیش ہوگیا۔ (التوابین،ابن قدامہ،ص:186)

## 7۔حضرت ابراہیم بن اَدھم کی توبہ

حضرت ابراہیم بن ادھم کے خادم ابراہیم بن بشار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم کی خدمت میں عرض کیا:

اے ابواسحاق!آپ کے اِبتدائی اَحوال کیسے تھے کہ اب آپ(سلوک ومعرفت کی دنیا میں)ایسے(اَعلیٰ مقام پر فائز)ہوگئے؟آپ نے فرمایا:بہتر ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کرلو،میں نے کہا:بات تو آپ ٹھیک فرمارہے ہیں اللہ آپ پر رحمت فرمائے،لیکن آپ مجھے بتائیں،شاید اللہ تعالیٰ ہمیں کسی دن اس بات سے نفع بخشے،
میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا:افسوس ہے تجھ پر!اللہ(کی ذات)میں مشغول ہوجا،
پھر میں نے تیسری بار ان سے پوچھا،اور میں نے کہا:اے ابواسحاق!اگر آپ مناسب سمجھیں تو(بیان کردیں)۔

انہوں نے فرمایا: میرے والد اہلِ بلخ میں سے تھے اور وہ خراسان کے بادشاہوں اور خوش حال (حکمرانوں) میں سے تھے۔ ہمیں شکار بہت پسند تھا۔ ایک دِن میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر (شکار کے لیے) نکلا، میرا کتا بھی میرے ساتھ تھا۔ اسی دوران میں ایک خرگوش یا لومڑ (جھاڑی سے) نکل کر بھاگا،

میں نے (اس شکار کو پکڑنے کے لیے) گھوڑے کو ایڑ لگائی تو اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی:

تجھے اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے رک کر دائیں بائیں دیکھا لیکن کسی کو نہ پایا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت بھیجے (یعنی یہ آواز شاید اس کی طرف سے تھی)۔ میں نے دوبارہ گھوڑے کو ایڑ لگائی، لیکن پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز سنی:

اے ابراہیم! تجھے اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا، اور نہ ہی اس کام کا حکم دیا گیا ہے۔ میں پھر رک کر دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے پھر کہا: اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرے، پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی، تو میں نے اپنے گھوڑے کی زین کے ابھرے ہوئے حصے سے آواز سنی: اے ابراہیم! تجھے اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا، اور نہ ہی اس کام کا حکم دیا گیا ہے۔ اب میں رک گیا اور میں نے کہا: (اے اللہ!) میں تیری طرف پلٹ آیا، میں تیری طرف پلٹ آیا، میرے پاس رب العالمین کی طرف سے ڈرانے والا آ گیا؛ اللہ کی قسم! میں آج کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پس میں اپنے گھر واپس آیا، اور اپنے گھوڑے سے الگ ہو گیا (یعنی تعیّشات اور شکار چھوڑ دیا)۔ پھر میں اپنے والد کے چرواہوں کے پاس آ گیا۔ ان سے ایک جبہ اور ایک چادر لے لی اور اپنا لباسِ فاخرہ اتار کر اسے دے دیا۔ اس کے بعد میں نے (صلحاء وعرفاء اور صوفیہ کی صحبت سے مستفید ہونے اور فیوضات سمیٹنے کے لیے) عراق کا رُخ کر لیا۔

(حلیۃ الاولیاء، أبونعیم، ج:7، ص:368)

## دست بوسی باعثِ نعمت و مغفرت ہے

اسرار الاولیاء میں حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر سے منقول ہے کہ ایک نوجوان شراب میں مست و مدہوش گلی سے گزر رہا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ سامنے سے حضرت ابراہیم بن ادھم تشریف لا رہے ہیں۔ وہ بڑا پشیمان ہو گیا۔ جب واپسی کی کوئی سبیل نظر نہ آئی تو جلدی سے جیب سے ٹوپی نکال کر سر پر رکھی اور سلام کے لئے آگے بڑھا۔ دست بوسی کی اور قدموں میں گر پڑا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے اسے شرمندہ نہیں ہونے دیا بلکہ اخلاقِ حسنہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے شفقت فرمائی۔ نوجوان نے خیال کیا کہ خدا کا شکر ہے کہ انہیں اس کی شراب نوشی کا علم نہیں ہوا۔

اسی رات خواب میں نوجوان نے دیکھا کہ بہشت جاوداں کی روشوں پر سیر کر رہا ہے۔ بڑا حیران ہے کہ میں تو بڑا گناہ

گار خطا کار لائق جہنم ہوں۔ یہ کیا راز ہے! تو ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ کل حضرت ابراہیم بن ادھم سے ملنے سے قبل تو ایسا ہی تھا جیسے تو سوچ رہا ہے لیکن کل تم نے ہمارے دوست کے ہاتھ کو چومنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ ان کی عزت بجالانے اور دست بوسی کے طفیل تجھے بخش دیا۔ بظاہر تو اس کا یہ عمل دراصل خود کو چھپانے کی غرض سے تھا لیکن شرمندگی اور ادب میں اخلاص کے آجانے کے باعث معافی کا سزاوار ٹھہرا۔ (اسرارالاولیاء، فریدالدین مسعود گنج شکر، ص:209)

## 8۔ حضرت فضیل بن عیاض کی توبہ

حضرت علی بن خشرم بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت فضیل بن عیاض کے پڑوسیوں میں سے کسی شخص نے بتایا:

فضیل بن عیاض تنہا ڈاکہ زنی کرتے تھے۔ ایک رات وہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے نکلے، اچانک خود کو ایک قافلے کے پاس پایا جو رات کے وقت ہی آپ تک پہنچا تھا۔ ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا: (راستے سے) ہٹ کر اس گاؤں کی طرف چلیں، کیونکہ اس راستے میں فُضیل نامی معروف ڈاکو رہتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ فضیل یہ بات سن کر کانپ اٹھے، اور کہا: اے لوگو! میں ہی فضیل ہوں، تم گزر جاؤ، اور بخدا میں آج کے بعد کوشش کروں گا کہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں۔ انہوں نے اپنے اس کام (ڈاکہ زنی) سے توبہ کر لی۔

ایک اور طریق سے مروی ہے کہ آپ نے اس رات ان کی مہمان نوازی کی اور کہا: تمہیں فضیل سے کوئی خطرہ نہیں، پھر آپ ان کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لیے باہر نکلے تو وہاں قاری کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا:

"اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ"

کیا ایمان والوں کے لیے (ابھی) وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کی یاد کے لیے رِقّت کے ساتھ جھک جائیں۔

آپ نے کہا: کیوں نہیں، خدا کی قسم! وہ وقت آچکا ہے۔ پس یہ (واقعہ) آپ کی توبہ کی ابتداء تھی۔

(تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، ج:4، ص:384)

## 9۔ شیخ احمد حماد سرخسی کی توبہ

مولانا عبدالرحمن جامی اپنی تصنیف 'نفحات الانس' میں حضرت احمد حماد سرخسی کی توبہ ان کے اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

کاروبارِ تجارت میں اپنے اونٹوں کے ہمراہ ایک بار جنگل میں رات بسر کرنے کا موقع تھا کہ ایک شیر آیا اور میرے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو مار ڈالا اور اسے قریبی ٹیلے پر لے گیا اور زور سے دھاڑا۔ اس کے دھاڑنے سے اردگرد جنگل

سے مختلف درندے، گیدڑ لومڑی وغیرہ سب دوڑے آئے تو شیر ٹیلے سے پرے چلا گیا۔ سب جانوروں نے بقدر ضرورت کھایا اور چلے گئے۔ جب وہ دوبارہ ٹیلے پر آنا چاہتا تھا اور چند قدم چلا تو اس شیر نے دیکھا کہ ایک بیمار سی لومڑی چلی آرہی ہے۔ اسے آتا دیکھ کر شیر پھر ٹیلے کی اوٹ میں چلا گیا۔ جب وہ لومڑی بھی کھا کر چلی گئی تو شیر خود آیا۔ بچے ہوئے اونٹ کے گوشت میں سے کچھ خود کھایا اور چلتے وقت فصیح زبان میں میری طرف منہ کر کے کہنے لگا ''احمد! لقمے کا ایثار کرنا تو کتوں کا کام ہے۔ اللہ کے دین کے لئے مردوں کا کام جان قربان کرنا ہے۔ اس کی اس بات نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی اور اس کی توفیق سے اس کے راستے کا سفر اختیار کر لیا۔

(نفحات الانس، عبدالرحمٰن جامی، ص:203)

## 10۔ ندامت نے صوفی بنادیا

حضرت ابراہیم بن داؤد فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا تو میں نے حضرت ذوالنون مصری کی بڑی شہرت سن رکھی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب خلق قرآن کا فتنہ زوروں پر تھا اور حضرت امام احمد بن حنبل کو حق پر قائم رہنے کے باعث جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ چونکہ حضرت ذوالنون مصری نے بھی حضرت امام حنبل کا ساتھ دیا تھا اس لئے ان کی گرفتاری کا بھی شاہی حکم نامہ جاری ہو چکا تھا۔ ساری خلقت ان کی زیارت کو جاتی تھی۔ میں اگرچہ بچہ تھا لیکن میں حضرت ذوالنون مصری کی زیارت کو چل پڑا۔ حضرت ذوالنون مصری کو دیکھا تو وہ میری نظر میں حقیر معلوم ہوئے۔ میں نے اپنے ذہن کے مطابق ان کو جبہ وقبہ اور جاہ وجلال کا حامل سمجھ رکھا تھا جسے دیکھتے ہی آدمی ان کے سامنے سرنگوں ہو جائے۔ میں نے دل میں کہا کہ اتنی بڑی شہرت اور نام! کیا ذوالنون یہ ہے؟ اس وقت حضرت ذوالنون نے ساری خلقت سے صرف میری طرف رخ کیا اور فرمایا: اے بیٹے! جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے روگردانی فرماتا ہے یعنی ناراض ہوتا ہے تو اولیاء اللہ کی گستاخی میں اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

لوگ میرے منہ میں پانی ڈالتے تھے بس اس واقعہ نے مجھے صوفی بنادیا۔

(نفحات الانس، عبدالرحمن جامی، ص:106)

## 11۔ حضرت داؤد الطائی کی توبہ

حضرت داؤد الطائی کی توبہ کی ابتداء کچھ یوں تھی کہ وہ ایک قبرستان میں داخل ہوئے اور وہاں ایک قبر کے پاس کسی عورت کو درج ذیل اشعار پڑھتے سنا تو وہیں تائب ہو گئے:

مُقِيمٌ إِلَى أَنْ يَبْعَثَ اللهُ خَلْقَهُ
لِقَاؤُكَ لَا يُرْجَى وَأَنْتَ قَرِيبُ
تَزِيدُ بَلًى فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
وَتُسْلَى كَمَا تُبْلَى وَأَنْتَ حَبِيبُ

(التوابین، ابن قدامۃ، ص:206)

تو اس وقت تک اس قبر میں مقیم رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ نہیں کرتا، تمہاری ملاقات کی کوئی امید نہیں، حالانکہ تم قریب ہو۔

تم ہر دن اور رات بوسیدہ ہو رہے ہو۔ جیسے جیسے تم بوسیدہ ہو رہے ہو ویسے ویسے تمہیں بھلایا جا رہا ہے حالانکہ تم (ہمارے) پیارے دوست ہو!

## 12۔ حضرت ابو حارث کی توبہ

حضرت ابو حارث اپنی توبہ کی ابتداء کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں ایک خوبرو نوجوان تھا، جن دنوں میں اپنی غفلت کی زندگی گزار رہا تھا، ان دنوں میں نے ایک بیمار کو راستہ کے درمیان پڑا ہوا دیکھا، میں اس کے قریب ہوا اور کہا: تجھے کسی چیز کی خواہش ہے؟ اس نے کہا: ہاں، انار کی۔ چنانچہ میں اس کے پاس انار لے کر حاضر ہوا اور اس کے سامنے رکھ دیا، اس نے نگاہ میری طرف اٹھائی اور کہا: اللہ تعالیٰ تجھ بھی یا نصیب کرے۔ ابھی شام نہ ہوئی تھی کہ میرا دل ہر لہو ولعب سے پھر گیا اور مجھے خوفِ مرگ نے آلیا،

پھر میں نے ہر اس چیز سے اپنی جان چھڑالی جو میرے پاس تھی، اور حج کے ارادے سے نکل پڑا، پس میں رات کو چلتا تھا اور دن کو فتنہ کے ڈر سے چھپ جاتا تھا۔ ایک رات میں چل رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگ ملے جو شراب پی رہے تھے، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ حواس باختہ ہو گئے اور مجھے بٹھا لیا اور انہوں نے مجھے کھانا اور شراب پیش کی۔ میں نے کہا: مجھے رفعِ حاجت کے لیے جانا ہے۔ انہوں نے میرے ساتھ ایک لڑکا بھیجا تا کہ وہ مجھے بیت الخلاء کا راستہ بتائے، جب میں ان سے دور ہو گیا تو میں نے لڑکے سے کہا: لوٹ جاؤ! کیونکہ مجھے تم سے شرم آ رہی ہے۔ وہ واپس چلا گیا تو میں جنگل میں جا نکلا اور اچانک ایک درندہ کے پاس پہنچ گیا، میں نے دعا مانگی: اے میرے اللہ! میں نے جو کچھ چھوڑا ہے تو اسے جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں نے کیوں چھوڑا ہے۔ پس تو اس درندے کے شر کو مجھ سے دور کر دے۔ وہ درندہ وہاں سے ہٹ گیا، چنانچہ میں مکہ پہنچ گیا اور وہاں ان لوگوں سے ملاقات ہوئی جن سے میں نے استفادہ کیا، ان لوگوں میں حضرت ابراہیم بن سعد علوی

بھی تھے۔ (التوابین،ابن قدامۃ،ص:230)

## 13۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کی توبہ

فوائد الفواد میں حضرت نظام الدین اولیاء سے منقول ہے کہ شیخ عبداللہ بن مبارک اللہ تعالیٰ کے حضور تائب ہونے سے قبل جوانی میں ایک خاتون کی محبت میں گرفتار تھے۔ایک رات اس کی دیوار کے نیچے آئے ہوئے تھے کہ اس سے گفتگو کریں۔اس خاتون نے بھی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کے باتیں کرنا شروع کر دیں۔دونوں آپس میں راز و نیاز کی باتوں میں یوں مشغول ہوئے کہ ساری رات گزر گئی، یہاں تک کہ صبح کی اذان کی آواز آئی۔شیخ عبداللہ سمجھے کہ نمازِ عشاء کی اذان ہے۔جب غور سے دیکھا تو صبح ہو چکی تھی۔اس دوران غیب سے ایک آواز آئی: اے عبداللہ! ایک عورت کے عشق میں ساری رات کھڑے کھڑے گزار دی، کسی رات حق تعالیٰ کے لئے بھی اسی طرح بیدار رہے ہو؟

عبداللہ نے جب یہ بات سنی تو اپنے اس فعل سے توبہ کی اور دل و جان سے مشغول بحق ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء،فریدالدین عطار،ص:114)

پھر وہ مقام پایا کہ حضرت سفیان ثوری اُن کی حالت کو دیکھ کر رشک کرتے۔

آپ عارف باللہ بھی تھے اور امام فی الحدیث بھی۔حضرت امام شعرانی بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار اپنے اہل خانہ کے ساتھ خلیفہ ہارون الرشید ایک نجی دورے پر آیا تو دیکھا کہ گلیاں بازار لوگوں سے اَٹے پڑے ہیں۔لوگوں کے جوتے ٹوٹ گئے ہیں۔راستہ نہیں مل رہا تو خلیفہ کی والدہ نے پوچھا: کیا بات ہے، راستہ کیوں لوگوں سے بند ہے؟ تو خلیفہ نے کہا کہ آج حدیث کے امام حضرت عبداللہ بن مبارک یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے استقبال کے لئے جمع ہیں تو والدہ نے کہا: تو پھر اصل بادشاہ تو یہ ہیں نہ کہ ہارون الرشید جس کے لئے ڈنڈوں اور کوڑوں سے لوگ جمع کئے جاتے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ،شعرانی،ص:91)

## 14۔حضرت ابوحفص حداد کی توبہ

حضرت ابوحفص حداد جو اپنے دور کے کامل اور عظیم المرتبت بزرگ ہو گزرے ہیں۔عہدِ شباب میں آپ کو کسی خوبصورت کنیز سے عشق ہو گیا لیکن وہ کسی طور شادی کے لئے رضامند نہ ہوئی۔بعض تذکرہ نگاروں نے اسے یہودی دوشیزہ لکھا ہے۔تب یہ نیشاپور کے ایک مشہور جادوگر سے ملے اور اس سے اپنا مقصد بیان کیا۔جادوگر کافر تھا۔اس نے کہا کہ

چالیس دن کا چلہ ہے۔ان چالیس دنوں میں ہر قسم کی عبادت تو چھوڑنی ہی ہے بلکہ کوئی نیک عمل بھی تم سے سرزد نہ ہو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کا جادو مکمل نہ ہو۔ چالیس روز بھی گزر گئے لیکن مراد نہ بر آئی۔

یہ دوبارہ جادوگر کے پاس گئے۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ میرا جادو تو کبھی ناکام نہیں ہوا۔تم غور کرو کوئی عبادت یا نیک کام تو تم سے سرزد نہیں ہو گیا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد انہوں نے بتایا کہ صرف ایک کام ہو گیا ہے جسے شاید تم نیکی شمار کر سکو۔ اس نے پوچھا: کیا کام کیا؟ انہوں نے کہا: ایک دن راستے میں پڑا ہوا پتھر میں نے اس ارادہ سے اٹھا کر دور کر دیا تھا کہ کوئی اس سے ٹھوکر نہ کھائے۔ یہ سن کر جادوگر نے کہا کہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ آپ اپنے ایسے خدا کی عبادت سے گریزاں ہیں اور اس کی مخالفت میں دلیر ہیں جس نے باوجود تمہاری برائی میں ملوث ہونے کے، ایک معمولی سی نیکی کو بھی رائیگاں نہیں جانے دیا، اسے قبولیت عطا کی اور میرا سارا جادو ناکام ہو کر رہ گیا۔ آپ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی، پھر تقویٰ میں ایسا مقام حاصل کیا کہ راہِ طریقت میں آپ کا شمار ان ممتاز مشائخ میں سے ہوا جو اہل کشف و کرامات ہوئے۔

(تذکرہ الاولیاء، فریدالدین عطار، ص:210)

## 15۔ حضرت بشر حافی کی توبہ

آپ کی اوائل کی زندگی کوئی قابل قدر نہ تھی۔ فسق و فجور میں مبتلا رہتے تھے۔ ان کی اکثر راتیں مے خانہ میں گزرتی تھیں۔ ایک روز دیوانگی کے عالم میں کہیں جا رہے تھے کہ اچانک راستے میں ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا دیکھا جس پر 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' لکھا ہوا تھا آپ نے بڑے پیار سے اس کو اٹھایا، چوما اور پھر عطر سے معطر کر کے کسی بلند مقام پر رکھ دیا۔

اسی شب خواب میں من جانب اللہ یہ خوش خبری ملی کہ اے بشر!

جس طرح تم نے ہمارے نام کو معطر کیا ہے ہم تیرے نام اور دل یعنی ظاہر و باطن کو پاکیزہ مراتب عطا کریں گے۔

(تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، ج:10، ص:182)

حضرت محمد بن صلت سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بشر بن حارث (یعنی حضرت بشر الحافی) سے ان کی توبہ کے معاملہ اور سلوک و تصوف کی ابتداء کے بارے میں پوچھا گیا کہ بے شک آپ کا نام لوگوں میں ایسے ہی محترم ہے جیسے کسی نبی کا نام ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا:

یہ سراسر فضلِ الٰہی ہے، اور اس فضل کے بارے میں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں ایک بڑا آوارہ اور جتّھہ (یعنی کثیر دوستیاں) رکھنے والا شخص تھا، ایک دن میں گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے راستہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا، اسے میں نے اٹھالیا۔

میں نے دیکھا کہ اس پر ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے پونچھا اور اسے (چوم کر) اپنی جیب میں رکھ لیا۔ میرے پاس اُس دِن دو درہم تھے، ان کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں عطر فروشوں کے پاس گیا، ان دو درہموں سے میں نے قیمتی عطر خریدا اور اسے کاغذ کے ٹکڑے پر مل دیا۔ اس رات میں سویا تو خواب دیکھا۔ گویا کوئی کہنے والا مجھے کہہ رہا تھا: اے بشر بن حارث! تو نے راستے سے ہمارا نام اٹھایا ہے، اور اسے خوشبو لگائی ہے، تو میں ضرور بالضرور تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں پاکیزہ کر دوں گا۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

(حلیۃ الاولیاء، اُبونعیم، ج:8، ص:336)

# توبہ کی شرائط اور فضیلت

## توبہ کی شرائط

یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ جب کسی بھی منزل کا حصول مقصود ہو یا کسی مقام و منزل تک پہنچنا مطلوب ہو تو اس سلسلے میں مسافر کو کچھ بنیادی شرائط پورا کرنا ہوتی ہیں جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر کسی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جس قدر کوئی کام اہم ہوگا اُسی قدر اس کی شرائط بھی اہمیت کی حامل ہوں گی۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک عظیم الشان مبارک فعل ہے کہ بندہ اپنے جملہ گناہوں، برائیوں اور نافرمانیوں سے شرمندہ اور تائب ہو کر اس کی بندگی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ عرفاء نے اپنے اپنے طریق پر توبہ کی مختلف شرائط بیان کی ہیں، یہ شرائط ایسی ہیں کہ جن پر پورا اترنے کے بعد توبہ انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں سود مند ہو سکتی ہے۔ حقیقت میں توبہ وہی ہے جو زبان سے ادا ہو تو قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر جائے اور بندے کے باقی ماندہ زندگی کے ماہ و سال کی کایا پلٹ کر رکھ دے۔ جھوٹے لوگوں کی توبہ ان کی زبان کی نوک پر ہوتی ہے۔ وہ محض استغفر اللہ کہنے کو توبہ سمجھتے ہیں یعنی زبان سے توبہ کا لفظ ادا کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے دل پر ان الفاظ کی ادائیگی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

حقیقی توبہ کے باعث تائب کی تمام لغزشیں، کوتاہیاں اور تمام گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ یوں مٹ جاتے ہیں جیسے وہ ابھی ماں کے بطن سے نومولود بچے کی طرح معصوم پیدا ہوا ہو۔ توبہ سے قبل وہ گناہوں کے باعث جہنم کا مستحق تھا لیکن توبہ کے باعث اس کے وہی گناہ نیکیوں میں تبدیل ہو کر اس کے لئے جزا کا باعث بن گئے اور توبہ نے بندے کو فرش سے اٹھا کر عرش نشین کر دیا۔ بلاشبہ توفیق توبہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس سے محرومی، بخشش و معرفت کی محرومی سے کہیں بڑھ کر خطرناک ہے۔ کیونکہ بخشش و معرفت تو توبہ کے لوازمات اور اس کے پیچھے آنے والی ہے جبکہ توبہ سے محرومی ایمان کے برباد ہو جانے

کے مترادف ہے۔

جیسے کہ فرمانِ الٰہی ہے:

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ o (سورۃ الحجرات:49،آیت:2)

کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔

شرائطِ توبہ کے جمع ہونے پر توبہ کی قبولیت بفضل تعالیٰ یقینی ہو جاتی ہے۔عمومی طور پر توبہ کی شرائط درج ذیل ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان سچی توبہ کی برکات سے دائمی طور پر مستفیض ہو سکتا ہے۔

## 1۔ ندامت و شرمندگی

یہ توبہ کی پہلی اور بنیادی شرط ہے کہ انسان اپنے برے طور طریقوں اور اعمال پر شدید پشیمانی اور شرمندگی محسوس کرے جو دراصل برے کاموں سے، روگردانی کے مترادف ہے۔ندامت کے صحیح ہونے کی علامات میں دل کا نرم ہو جانا اور کثرت سے آنسوؤں کا جاری ہونا ہے کیونکہ جب دل کو اللہ اور اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا احساس دبوچ لے اور اس پر عذاب کا خوف طاری ہو جائے تو یہ روتا رہنے والا،غم زدہ بن جاتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ. ندامت ہی توبہ ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج:1،ص:376،حدیث:3568)

انسان اخلاص کے ساتھ حقیقی ندامت کے طفیل ایک ہی قدم میں مغفرت کی منزل پا لیتا ہے۔جمہور محققین کے نزدیک خالص ندامت ہی توبہ کی اصل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔جب بندہ مولیٰ کی توفیق سے قلب میں اپنے اعمال پر غور کرتا ہے تو اسے اپنے کئے ہوئے برے افعال پر افسوس ہوتا ہے جس سے ندامت جنم لیتی ہے۔جب کسی سے محبت کا قلبی تعلق قائم ہو جائے تو اس کی نافرمانی کرنے سے شرم آتی ہے۔یہی شرم و حیا بندے کو توبہ کے دروازے پر لے جاتی ہے۔حقیقی ندامت کی نشانی یہ ہے کہ دل میں رِقّت آجائے اور آنکھوں سے آنسوں جاری ہو جائیں۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِجْلِسُوْا إِلَى التَّوَّابِيْنَ فَإِنَّهُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً. (احیاء علوم الدین،غزالی،ج:4،ص:15)

توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو اس لئے کہ ان کے دل سب سے زیادہ رقیق ہوتے ہیں۔(تاکہ اُن کی صحبت سے تمہیں بھی رقت نصیب ہو جائے)۔

امتِ مسلمہ مجموعی طور پر ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہے۔ مسلمان باوجود عددی اکثریت کے عالمِ کفر کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہیں۔ غیرت وحمیت نام کی کوئی شے اب مسلم امہ کے دامن میں نہیں رہی۔ کفر وطاغوت تر نوالہ سمجھ کر ہماری آزادی سلب کرنے کے درپے ہے۔ مصائب و آلام نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ یہ حالات نہیں بدل سکتے جب تک مسلمان اصلاح کا عزمِ نو لے کر اللہ کی راہ کی طرف دوبارہ لوٹ نہیں آتے۔ اب بھی اگر امت مسلمہ ندامت محسوس کر کے مولیٰ کی راہ پر جسے وہ بھول چکی ہے، پلٹ آئے تو تمام حالات ومعاملات درست ہو سکتے ہیں۔

## 2۔ ترکِ گناہ ومعصیت

توبہ کے عمل میں داخل ہونے کا یہ پہلا قدم ہے کہ انسان ندامت محسوس کرتے ہوئے ہر قسم کے گناہ سے کنارہ کش ہو جائے۔ برے فعل پر شرمندگی اور پشیمانی کے احساس سے بندے کے دل میں گناہ کے ترک کرنے کا داعیہ جنم لیتا ہے اور بندہ شرم محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک کمزور اور حقیر ترین مخلوق ہو کر اس کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی حیاء نہ کی اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا۔ یہ احساس ترکِ گناہ پر منتج ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ، إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ. فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ. فَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَغْلَفَ قَلْبُهُ.

(مسند احمد بن حنبل، ج:2،ص:297،حدیث:7939)

مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے اور (گناہ سے) ہٹ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ (لیکن) اگر وہ ڈٹا رہے اور زیادہ (گناہ) کرے تو یہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے (پورے) دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا:

اَلْاِسْتِغْفَارُ مِنْ غَيْرِ إِقْلَاعٍ هُوَ تَوْبَةُ الْكَاذِبِيْنَ. (الرسالۃ القشیریہ،ص:95)

گناہ سے باز آئے بغیر توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔

توبہ کے بعد ترک گناہ لازم ہے: حضرت یحییٰ بن معاذ نے فرمایا:

زَلَّةٌ وَّاحِدَةٌ بَعْدَ التَّوْبَةِ أَقْبَحُ مِنْ سَبْعِيْنَ قَبْلَهَا. (الرسالۃ القشیریہ،ص:97)

توبہ کے بعد کی ایک لغزش توبہ سے پہلے کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے۔

محمد زُقاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعلی روذباری سے توبہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: (گناہوں کا) اعتراف، (غلطیوں پر) ندامت اور (گناہوں کا) ترک کرنا (توبہ ہے)۔

(الطبقات الصّوفیہ، سلمی، ص:272)

زندگی ایک میدانِ عمل ہے جس میں حقیقی کامیابی عملِ صالح کے بغیر ممکن نہیں اور ترکِ گناہ کے بغیر عملِ صالح کا کوئی تصور نہیں۔ بدقسمتی سے مذہبی اور دنیوی امور کو علیحدہ علیحدہ پلڑوں میں رکھنے کے باطل طریقۂ کار نے ہمارے معاشرے میں نیکی کے تصور کو دھندلا دیا ہے۔ بیک وقت لُوٹ کھسُوٹ، ظلم و ناانصافی، حلق تلفی اور مفاد پرستی بھی جاری ہے اور عبادات کے نظام پر بھرپور توجہ بھی۔

بقول شاعر:

اے چمن والو! چمن میں یوں گزارا چاہیے
باغباں بھی خوش رہے، راضی رہے صیاد بھی

حقیقت یہ ہے کہ اس منافقانہ طرزِ عمل کی موجودگی میں ترکِ گناہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ حقیقی توبہ اسی وقت ہی ہوگی جب توبہ کے بعد گناہ کو بھی مکمل طور پر ترک کر دیا جائے۔

## 3۔ توبہ پر پختہ رہنے کا عزم

انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پختہ عہد کرے کہ جن نافرمانیوں، خطاؤں اور گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہے آئندہ یہ اس کی زندگی میں کبھی داخل نہیں ہوں گے کیونکہ توبہ کی ابدی سلامتی کا انحصار اس پر ہے کہ وہ کس قدر اپنے عہد پر پختہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا○ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا○

(سورۃ النساء:4، آیت:146-147)

مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی وہ سنور گئے اور انہوں نے اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیا اور انہوں نے اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا تو یہ مومنوں کی سنگت میں ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو عظیم اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تمہیں عذاب

دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ، اور اللہ (ہر حق کا) قدر شناس ہے (ہر عمل کا) خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں "الَّذِیْنَ تَابُوْا" کے الفاظ بندے کی توجہ اس طرف مبذول کر رہے ہیں کہ اس کی سابقہ زندگی میں جس قدر بھی غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں وہ سچے دل کے ساتھ توبہ کا طلب گار بن کر اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرتے ہوئے گڑگڑا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ سے عفو و درگزر کی درخواست کرے۔ درحقیقت بندے کا اپنے سابقہ کئے گئے اعمال پر ندامت محسوس کرنا اپنے جملہ گناہوں سے روگردانی کے مترادف ہے۔ بندہ جب تک نادم رہے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے گی۔

اِس ضمن میں حضرت امام غزالی توبہ کے باب میں ایک حکایت لائے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا:

اے جبرائیل! اگر میری توبہ کی قبولیت کے بعد بھی مجھ سے اس بارے میں سوال ہوا تو میرا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے آدم! آپ نے اپنی اولاد کے لئے بطور وراثت رنج و تکلیف بھی چھوڑی اور توبہ بھی۔ ان میں سے جو مجھے پکارے گا تو میں اس کی دعا قبول کروں گا جس طرح آپ کی دعا قبول کی ہے۔ جو مجھ سے بخشش مانگے میں اس سے بخل نہیں کروں گا کیونکہ میں قریب ہوں اور دعا قبول کرنے والا بھی۔ اے آدم! میں توبہ کرنے والوں کو قبروں سے اس طرح باہر لاؤں گا کہ وہ خوش ہوں گے اور ہنس رہے ہوں گے اور ان کی دعا قبول ہوگی۔

(اِحیاء علوم الدین، غزالی، ج:4، ص:5)

محض زبان سے توبہ کرنا منافقین کا عمل ہے۔ گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ نہ کرنا اور حقیقی توبہ کے بعد بشری تقاضے کے باعث گناہ کا سرزد ہو جانا دو جدا باتیں ہیں۔ اس حوالے سے امام ابوالقاسم قشیری، صاحبِ رسالہ قشیریہ، توبہ کے باب میں شیخ ابوعلی دقاق سے منسوب ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرید نے توبہ کی۔ مگر اُس سے سُستی ہوگئی اور توبہ پر قائم نہ رہ سکا۔ ایک دن وہ سوچ رہا تھا کہ اگر دوبارہ توبہ کرے گا تو اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ اس پر غیب سے ندا آئی؟ تم نے ہماری اطاعت کی تو ہم نے قبول کر لیا، تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تمہیں مہلت دی۔ پھر لَوٹ آؤ گے تو ہم تجھے قبول کر لیں گے۔ چنانچہ مرید لَوٹ آیا اور اِس بات پر ثابت قدم رہا۔ (الرسالۃ القشیریہ، ص:93)

## 2۔ توبہ کی فضیلت

کسی شے کی فضیلت اس کی خوبیوں اور صفات پر منحصر ہے۔ جس قدر خوبیاں اور خصوصیات اعلیٰ و ارفع ہوں گی اُسی قدر وہ چیز زیادہ فضیلت کی حامل ہوگی۔ دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی توفیقِ توبہ پر موقوف ہے۔

توبہ کی فضیلت بیان کرنے کا مقصد ہے تاکہ قلب و روح اُن سے سرشار ہو کر انسان کو حصول توبہ کی طرف مائل کریں۔

اللہ رب العزت نے توبہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝ (سورۃ البقرۃ:2،آیت:222)

بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

بظاہر تو طہارت کا ذکر پہلے اور توبہ کا بعد میں آنا چاہیے تھا لیکن رب العزت نے حفظِ مراتب کا اظہار فرمایا کہ توبہ چونکہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی راہ ہے اس لئے اسے راٰسِ عبادت یعنی طہارت سے مقدم رکھا۔ چنانچہ توبہ کا درجہ طہارت سے بلند ہونے کے باعث توابین کا ذکر طہارت حاصل کرنے والوں سے پہلے رکھا۔ یہ آیت کریمہ توبہ کی فضیلت پر یوں دلالت کرتی ہے کہ توبہ سے قبل بندہ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کے باعث اللہ تعالیٰ کے حضور ناراضگی کے مقام پر تھا۔ ندامت نے اسے توبہ کے مقام تک پہنچادیا۔ عملِ توبہ نے اُسے ناراضگی کے مقام سے اُٹھا کر اُن بندوں میں شامل کر دیا جن سے اللہ رب العزت محبت فرماتا ہے۔

بعض عرفاء کے نزدیک یہاں اس طہارت سے مراد باطنی طہارت ہے کیونکہ صدقِ دل سے توبہ کئے بغیر باطنی طہارت کا حصول ناممکن ہے۔ اس لئے توبہ کو طہارت سے مقدم رکھا گیا ہے۔ یہ تقدم بھی فضیلت کا باعث ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ.

(سنن ابن ماجہ، ج:2،ص:1420، حدیث:4251)

تمام انسان غلطی کرتے ہیں لیکن بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خِيَارُكُمْ كُلُّ مُفْتَنٍ تَوَّابٌ. شعب الایمان، بیہقی، ج:5،ص:418، حدیث:7121)

تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو گناہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں توبہ کرے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ ذَنْبٌ يَعْتَادُهُ: الْفَيْنَةَ بَعْدَ الْفَيْنَةِ، أَوْ ذَنْبٌ هُوَ مُقِيمٌ عَلَيْهِ لَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يُفَارِقَ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ خُلِقَ مُفْتَنًا تَوَّابًا نَسِيًّا إِذَا ذُكِّرَ ذَكَرَ.

(المعجم الکبیر، الطبرانی، ج:11،ص:304، حدیث:11810)

کوئی مومن شخص ایسا نہیں جس کا کوئی گناہ نہ ہو جس کا وہ وقتاً فوقتاً ارتکاب نہ کرتا ہو یا جس کا کوئی گناہ نہ ہو جس پر وہ قائم ہو، اس کو اس وقت تک نہ چھوڑتا ہو جب تک وہ اسے نہ چھوڑ دے۔ بے شک مومن آزمائش میں مبتلا، توبہ کرنے والا اور بھول جانے والا پیدا کیا گیا ہے، اور جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت حاصل کرتا ہے۔

مومن سے اگر کبھی کبھار گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سرعت اور اخلاص کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔
یہاں ارتکابِ گناہ کا تحرّک مراد نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ طبعاً تو کوئی بھی گناہ سے پاک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کے حضور رجوع کرنے والے بندے بہت پسند ہیں۔ گناہ گار سوز و گداز کے ساتھ رجوع الی اللہ کرتا ہے۔ بستر کی طرف جائے تو اس سے سویا نہیں جاتا؛ بے قراری میں اللہ کے حضور قیام کا ارادہ کرتا ہے تو سر جھکائے گریۂ ندامت میں تر بہ تر آہ و فغاں میں رات گزار دیتا ہے؛ اپنی نافرمانی یاد آتی ہے تو لرزنے لگتا ہے؛ زبان پہ کلماتِ توبہ جاری رہتے ہیں؛ حتیٰ کہ سوتے میں بھی پہلو بدلتے استغفار ہی کی ندائیں ہونٹوں سے چھلکتی رہتی ہیں۔ ادھر یہ حال ہوتا ہے اور اُدھر کرم کی گھٹائیں اُمڈنے لگتی ہیں، عفو کی خیرات کا مینہ برسنے لگتا ہے اور گناہگار کے نامۂ اعمال کی شکل بدلنے لگتی ہے۔ گناہ نیکیوں میں ڈھلنے لگتے ہیں۔

جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: (سورۃ الفرقان: 25، آیت: 70)

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ.

مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جن کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

قرآن مجید کی یہ آیتِ مقدسہ اور اس سے قبل جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان سے ایک خاص امر سامنے آتا ہے کہ گناہ نہ ہونے پر تعریف نہیں کی گئی بلکہ گناہ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور توبہ و بخشش مانگنے پر اور برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرنے پر اپنے بندوں کی تعریف فرمائی ہے۔ اس سے توبہ کی اہمیت و فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ توبہ اتنا بڑا عمل ہے کہ صدق دل سے کی گئی توبہ انسان کو ایسی طہارت اور پاکیزگی عطا کر دیتی ہے کہ اس کا دل انوارِ الٰہی کا مہبط بن جاتا ہے۔ ایک شخص جو گناہ کے باعث جہنم کا سزاوار تھا توبہ کے عمل سے اب جنت کا حق دار ٹھہرا دیا گیا۔

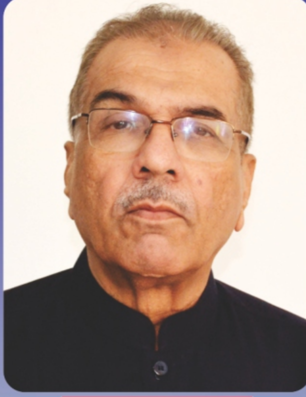
# AL-AMEEN ACADEMY CSS/PMS

**PAKISTAN'S FIRST EVER UNIQUE SCHOLARSHIP PROJECT**



پاکستان کا پہلا منفرد اور اُچھوتا تعلیمی پراجیکٹ
جہاں ہونہار طلباء طالبات کو سی ایس ایس
اور پی ایم ایس (سول سروسز) کی تیاری
کرائی جاتی ہے۔

مستحق طلباء وطالبات کو آفیسر بنانے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔



CHIEF PATRON



PRESIDENT



PATRON

CSS | PMS | ONE PAPER | SCREENING

**OTHER COURSES OFFERED**

ISSB | NTS | JCOs | FPSC | PPSC | MDCAT | IELTS | GERMAN LANGUAGE

**JUDICIARY PROGRAMS OFFERED**

CIVIL JUDGE EXAMS | ADPP EXAMS | DDPP EXAMS | ADDITIONAL DISTRICT & SESSION JUDGE EXAMS

**FOR DONATIONS**




میزان بنک




Al-Ameen Academy
Account # 0104898216
Branch Code 0209 Shadman Lahore





307 Shadman 1 Lahore
0092 300 8406482
0092 42 35960015

 www.al-ameenacademy.org
 alameen.academy
 info@alameenacademy.org
 Al-Ameen Academy
 alameenacademylahore
 alameenacademy
 Al-Ameen Academy
 alameenacademylhr

# AL-AMEEN ACADEMY CSS/PMS

**PAKISTAN'S FIRST EVER UNIQUE SCHOLARSHIP PROJECT**



**ماهانه**
**موٹی**
**ویشنل**

**اجتماعی**
**دُعا**

# درسِ قرآن

**ہر ماہ 28 تاریخ**

**بعد از نمازِ عشاء**

**ملاقات کریں**

بیعت، تعویذات
استخارہ، وظائف
خوابوں کی تعبیر
اذکار، ختم غوثیہ
دُعا اور
مشکلات کا حل

روحانی تربیت کار، مذہبی رہنما، اینکر نیوز ون، کالم نگار روزنامہ جنگ

## پیر محمد ضیاء الحق نقشبندی

چیئرمین الامین فاؤنڈیشن

| شیڈول محفل |
| --- |
| تلاوت |
| نعت |
| گفتگو |
| ذکر و دُعا |
| لنگر |

**الامین اکیڈمی 307 شادمان 1 لاہور 0300-8406482**